قرآن وسنت سے حد رجم کا ثبوت

ابوالفتح محمد یوسف عفی عنہ
رکن اسلامی نظریاتی کونسل
اسلام آباد پاکستان

رجم کے بارے تفصیلات میں جانے سے پہلے چند باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

ا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" الم تعلم ان الله له ملك السموات والارض وما لكم من دون الله من ولى ولا نصير " ۔
(سورۃ البقرۃ، آیت ۱۰۷) ۔

ترجمہ:...... کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ حق تعالیٰ ایسے ہیں کہ خاص انہی کی ہے سلطنت آسمان کی اور زمین کی اور تمہارا بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی یارمددگار بھی نہیں۔

اس ساری کائنات ارضی وسماوی کی بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس میں قانون بھی صرف اسی کا چلتا ہے۔اللہ کی اس بادشاہت میں جب لوگوں نے حدود کو تجاوز کیا تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت سزائیں ملیں۔قرآن پاک میں عموماسات اقوام کی تباہی کا ذکر اجمالا یا تفصیلا بار بار ملتا ہے انہی اقوام میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم بھی شامل ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کی بداعمالی اور پھر تباہی کا تذکرہ یوں فرمایا ہے

۱۔ " ولوطا اذ قال لقومه انكم لتاتون الفاحشة ما سبقكم بها من احد من العلمين " ۔
(سورۃ عنکبوت آیت ۲۸) ۔

ترجمہ:...... جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں نہیں کیا۔

۲۔ " ولوطا اذقال لقومه اتاتون الفاحشة ما سبقكم بهامن احد من العلمين تاوامطرنا عليهم مطرا فانظر كيف كان عاقبة المجرمين " ۔ (اعراف آیت ۸۰ تا ۸٤) ۔

ترجمہ:...... اور ہم نے لوطؑ کو بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا۔۔۔اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا سو دیکھو تو سہی ان مجرموں کا انجام کیا ہوا۔

۳۔ " لما جاء ت رسلنا لوطا۔۔۔۔۔فلما جاء امرنا جعلنا عاليها سافلها فا مطرنا عليهم حجارة من سجين منضود مسومة عند ربك وما هي من الظالمين ببعيد " ۔ (سورۃ ھود آیت ۷۵ تا ۸٤) ۔

ترجمہ:...... اور جب ہمارے وہ فرشتے لوطؑ کے پاس آئے۔۔تا۔۔سو جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے اس زمین کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور اس سرزمین پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے جن پر آپ کے رب کے پاس خاص نشان بھی تھا اور یہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ:

" هم اول من ظهر على ايديهم اللواطة والسحاق "

(تفسیر قرطبی جلد ۱۳ ص ۳۰۴)

کہ لواطت اور سحاق کا آغاز کرنے والے یہی لوگ تھے۔

قرآن کریم میں ان کے جرائم کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے تمام جرائم کا اصل محور اجتماعی بے حیائی تھا اور اس کی وجہ سے وہ ایسے برے افعال کا ارتکاب کر رہے تھے جو اللہ کے غضب کو دعوت دینے والے تھے مثلاً لواطت یعنی مردوں کی آپس میں بدفعلی اور سحاق، یعنی عورتوں کی آپس میں بدکاری وغیرہ اور ان برائیوں میں اس حد تک بے باک ہو گئے تھے کہ کسی راہ گزر کو بھی معاف نہیں کرتے تھے۔ میاں بیوی کا ان میں صرف تصور رہ گیا تھا اور عملاً ایک دوسرے سے مکمل طور پر بیزار ہو چکے تھے۔ ان کی بے حیائی اور بے باکی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ جب چند فرشتے حضرت جبرئیل کی معیت میں حضرت لوطؑ کے پاس خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آئے تو اطلاع ملنے پر پوری قوم حضرت لوطؑ کے گھر کی طرف چڑھ دوڑی اور لوطؑ بے بسی کے عالم میں ان کو سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے جبکہ جبرئیل امین بھی ان کی اس بے باکی کا مشاہدہ کر رہے تھے اور اللہ کا غیض وغضب بھی بادل کی طرح ان کی سروں پر منڈلا رہا تھا لیکن وہ اپنی بے حیائی اور سرکشی سے باز نہیں آرہے تھے اور فرشتوں کی، جو مہمانوں کی صورت میں تھے، بے حرمتی پر تلے ہوئے تھے۔ حضرت لوطؑ کی اس شہر سے روانگی کے بعد رات کے آخری حصے میں ان پر سنگ باری شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں کی آبادی کو جڑ سے اکھیڑ کر زمین کو ان پر اوندھا کر دیا گیا۔

" جعلنا عاليها سافلها و امطرنا عليها حجارة من السماء مسومة عند ربك وما هي من الظالمين ببعيد " (الآية)

ترجمہ:...... سو جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے اس زمین کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور اس سرزمین پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے جن پر آپ کے رب کے پاس خاصنشان بھی تھا اور یہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں۔

بہت سی کافر اور مشرک قومیں جو اللہ کی باغی ہو چکی تھیں ان پر مختلف عذاب نازل ہوئے کچھ پانی میں غرق ہوئیں اور کچھ کو زمین میں دھنسا دیا گیا لیکن اس قسم کا عذاب کہ آسمان سے پتھر برسیں اور زمین کو اوندھا کر دیا جائے، سوائے اس قوم کے کسی قوم پر نازل نہیں ہوا اور ایک مسموم بحیرہ کے گندے اور کالے پانی کی صورت میں اسکو بے حیاء قوموں کیلئے عبرت بنا کر رکھ دیا گیا۔ سفر تبوک میں

آپ ﷺ کا جب یہاں سے گزر ہوا تو فرمایا کہ اب بھی ان پر عذاب اسی طرح نازل ہو رہا ہے اور ہدایت کی کہ عاجزی کے ساتھ سر جھکا کر اس مقام سے گزر جاؤ۔ القصہ لواطت ہو یا سحاق، اس واقعہ سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ ان کی تشریعی سزائیں بھی اسی نوعیت کی ہوں گی جس نوعیت کی تکوینی سزائیں تھیں۔

۲)...... نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر دس ذوالحجہ کو اپنے خطبہ میں امت کو جو اہم احکام جاری فرمائے ان میں جان، مال، عزت و آبرو کی حرمت و حفاظت کو انتہائی تاکید کے ساتھ ذکر کیا فرمایا کہ:

" ان دماء کم و اموالکم و اعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یو مکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلد کم ھذا " ۔ (بخاری.. ص ۱٦، ج اول) ۔

ترجمہ:...... تمہارے خون اور مال اور عزتیں آپس میں اسی طرح محترم ہیں جس طرح تمہارا یہ دن اس مہینہ اور اس شہر میں محترم ہے۔

لہذا جان و مال اور عزت کی حفاظت ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔ جان کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور اس کی بے حرمتی پر قصاص مشروع کیا گیا ہے۔ مال کی بے حرمتی میں سرقہ اور راہزنی شامل ہیں اور اس پر قطع ید وغیرہ کہ سزائیں ہیں اور اسی طرح عزت و آبرو کی پامالی پر حد قذف یا سو کوڑے اور یا رجم کی سزا رکھی گئی ہے۔ ان تمام سزاوں کو حدود کہا جاتا ہے جن کی نوعیت فوجداری جرائم کی ہے اور یہ خلافت کے دائرہ کار میں آتی ہیں اور اس کا فرض ہے کہ بغیر کسی رعایت کے ثابت ہونے پر ان سزاؤں کو نافذ کرے۔ بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں علامہ ابن نجیم یوں رقم طراز ہیں:

" ففی حد الزنا صیانۃ الانساب و فی حد السرقۃ صیانۃ الاموال وفی حد الشرب صیانۃ العقول وفی حد القذف، صیانۃ الاعراض والحدو د اربعۃ " ۔

ترجمہ:...... حد زنا کا مقصد انساب کی حفاظت ہے اور حد سرقہ کا مقصد اموال کی حفاظت ہے اور حد شرب میں عقل کی حفاظت ہے اور حد قذف میں عزت کی حفاظت ہے اور اس طرح سے حدود کل چار ہوتی ہیں۔

۳)...... اللہ تعالی نے زنا سے انسانوں کو بڑی تاکید سے روکا ہے حتی کہ دائرہ اسلام میں داخلے کیلئے عہد اسلام میں بطور شرط اس کو شامل کیا گیا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

" لا تقربو الزنانہ کان فا حشۃ و ساء سبیلا " ۔

کہ زنا کے قریب تک نہ جاؤ اور ایسے اسباب جو انسان کو زنا تک لے جاتے ہیں ان سے بھی پرہیز کرو۔ اسی بارے فرمایا:

" یعلم خائنۃ الاعین و ماتخفی الصدور " ۔ (الآیہ، سورۃ مومن)۔

کہ وہ اللہ آنکھوں کی خیانت اور بدنیتی سب سے واقف ہے اور ان سب کا حساب ہوگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" فزنا العین النظر و زنا اللسان المنطق والنفس تمنی و تشتھی والفرج یصد ق ذلك او یکذب

"عن ابی ہریرۃؓ مرفوعا " ۔ (مشکوۃ جلد اول ص ۲۰) ۔

ترجمہ:...... آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور نفس خواہش کرتا اور چاہتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا اسے جھٹلاتی ہے۔

یہی بات دوسری حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کی گئی ہے:

" العینا ن زناھما النظر والا ذنا ن زنا ھما الاستماع واللسان زناہ الکلام والید زنا ھا البطش والرجل زناھا الخطاو القلب یھوی و یتمنی یصد ق ذلك الفرج او یکذب " ۔ رواہ مسلم (بحوالہ مشکوۃ ص ۲۰ جلد اول) ۔

ترجمہ:...... آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور دل خواہش و آرزو کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق و تکذیب کرتی ہے۔

اسی طرح وہ تمام آلات موسیقی جو انسان میں غلط خواہشات پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں ان پر بھی اسلام نے پابندی عائد کی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" ومن النا س من یشتر ی لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم اتخذھا ھزوا اولئك لھم عذاب مھین " ۔ (سورۃ لقمن آیۃ ٦) ۔

ترجمہ:...... اور ایک وہ لوگ ہیں جو خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ بچلائیں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہرائیں اسی کو ہنسی وہ لوگ جو ہیں ان کو ذلت کا عذاب ہے۔

" قال الحسن لھو الحدیث المعازف والغنی " ۔ (تفسیر قرطبی ص ٤٨ جلد ١٤) ۔

کہ لھو الحدیث سے مراد ساز، گانے ہیں۔ چنانچہ راگ وساز اور موسیقی کے تمام آلات جو جنسی خواہشات کو جنم دیتے ہیں اسلام نے ان سے سختی سے منع کیا ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

" قل للمومنین یغضو امن ابصارھم و یحفظوا فروجھم " ۔ (سورہ نور آیت ۳۰) ۔

ترجمہ:...... آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

اسی طرح ارشاد فرمایا:

" قل للمومنا ت یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن " ۔

ترجمہ:...... اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔
کہ شرم گاہوں کی حفاظت صرف اسی صورت میں ہوسکتی ہے جب مرد وعورت کی نگاہیں نیچی رہیں اور ایک دوسرے سے نہ ملیں۔
ایک اور مقام پر فرمایا:

" ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن " ۔

ترجمہ:...... اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جاوے۔

کہ یہ نہ ہو کہ زیوروں کی چھنکار کسی بدنیت آدمی کے کانوں تک جا پہنچے جس سے اس کے دل میں گناہ سے متعلق خیالات پرورش پانا شروع کردیں اس لئے مخفی زینت کے اظہار سے بھی منع فرمادیا۔ یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ اس قسم کے احکامات کا مقصد عورت کو اپنے گھر میں محصور کرنا نہیں ہے بلکہ اس کی زینت کو مخفی رکھ کر اس کی خوبصورتی کو مزید جلوہ گر بنایا جارہا ہے کہ یہ جتنا مستور رہیں گی اتنی ہی زیادہ محفوظ رہیں گی اور اتنا ہی زیادہ ان کے خاوندوں کیلئے ان میں کشش کا سامان ہوگا۔ اسی لئے ارشاد فرمایا:

" یا ایھاالنبی قل لا زواجك وبناتك و نساء المو منین ید نین علیھن من جلا بیبھن ذلك ادنی الا یعرفن و لا یوذین ۔ کا ن اللہ غفورا رحیما "۔ (الآیة ۵۹ سورة احزاب) ۔

ترجمہ:...... اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکالیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس میں بہت قریب ہے کہ پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔

اور ارشاد فرمایا:

" ینھی عن الفحشاء و المنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون " ۔ (سورة النحل آیت ۸۹) ۔

ترجمہ:...... اور وہ (اللہ) کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو۔

مزید فرمایا:

" ان اللہ لا یا مر بالفحشاء ا تقولون علی اللہ ما لا تعلمون " ۔ (آیت ۲۸ سورة الاعراف) ۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کا حکم نہیں دیتا۔ کیا خدا کے ذمے ایسی بات لگاتے ہو جس کی تم سند نہیں رکھتے۔

القصہ لواطت، زنا، سحاق اور ان کے مبادی جن میں گلوکاری موسیقی اور وہ تمام گناہ جن کا تعلق دل و دماغ یا آنکھوں سے ہے، یہ سب سابقہ تمام شریعتوں میں یکساں طور پر ممنوع اور حرام رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کبھی فحشاء یا فاحشہ کی اجازت نہیں دی۔ یہ تمام

شیطانی اعمال ہیں جن پر آمادہ کرنے والا شیطان ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

" انما یامرکم بالسوء و الفحشاءِ و ان تقولو ا علیٰ اللہ ما لا تعلمون " ۔

(سورۃبقرۃ آیت نمبر ۱٦۹) ۔

ترجمہ:...... وہ (شیطان) تم کو ان ہی باتوں کی تعلیم کرے گا جو کہ بری اور گندی ہیں اور یہ کہ اللہ کے ذمے وہ باتیں لگاؤ جس کی تم سند نہیں رکھتے۔

لہذا یہ اشیاء، تمام ادیان میں برابر کے گناہ ہیں۔ اس لئے سب سے پہلی بڑی آسمانی کتاب توراۃ میں جس پر عمل کرانے کیلئے ہزاروں انبیاء مبعوث ہوئے اس کے بارے قرآن میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

" انا انزلنا التورٰۃ فیھا ھدی، و نو ر یحکم بھا النبیو ن الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ و کانو ا علیہ شھداء " ۔ (سورۃ مائدہ، آیت ٤٤) ۔

ترجمہ:...... ہم نے توراۃ نازل فرمائی جس میں ہدایت تھی اور وضوح تھا۔ انبیاء جو کہ اللہ تعالی کے مطیع تھے اس کے موافق حکم دیا کرتے تھے اور اہل اللہ اور علماء بھی بوجہ اس کے ان کو اس کتاب اللہ کی نگہداشت کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس کے اقراری ہو گئے تھے۔

اور اسی طرح تمام آسمانی کتب سے آخری اور سب سے بڑی کتاب یعنی قرآن میں تمام بے حیائی کے کاموں سے روکنے اور ان جرائم کے صادر ہونے پر سزا دینے میں کوئی لچک نہیں ہے۔

چنانچہ توراۃ میں فرقان کے حوالے سے جن دس چیزوں کو حرام کیا گیا قرآن میں بھی بعینہ انہی دس چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے۔

" و لا تقربو االفواحش ما ظھر منھا و ما بطن " ۔

کہ بے حیائی کے ظاہر اور پوشیدہ کاموں کے قریب تک نہ جاو۔

موجودہ دور میں جب کہ دنیا ایک بستی کی صورت اختیار کر چکی ہے، فساد اور نقص امن کے ایسے ایسے تکنیکی اسباب پیدا ہو چکے ہیں کہ ایک چھوٹی سی حرکت پوری انسانیت کی تباہی کا سبب بن سکتی ہے۔ اسی طرح معاشرتی اور معاشی حوالے سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایسے تکنیکی طور طریقے وجود میں آچکے ہیں کہ اگر ان کو صحیح انداز میں استعمال کیا جائے تو یہ انسانی آسودگی کا باعث بن سکتے ہیں۔ سوشلزم، کمونزم اور کیپٹلزم کی صورت میں اس آسودگی کے حصول کیلئے بہت سے تجربات کئے جا چکے ہیں لیکن ان سب کی ناکامی نے یہی بات واضح کی ہے کہ یہ سب نظام اسلام کے برخلاف فطرت کے اصولوں کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہیں۔ ان تجربات کی ناکامی پر ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان نظاموں کے مؤیدین دین فطرت یعنی اسلام کی طرف مائل ہوتے اور اس کے جامع نظام کا مطالعہ کرتے لیکن ستم بالائے ستم یہ کہ یہ لوگ اسلام کا مجموعی مطالعہ کرنے کے بجائے ایک دو مسائل مثلاً حدود و قصاص وغیرہ کو لیکر اس کو

بدنام کرنے کے در پے ہو گئے۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ محض تعصب کی بنا پر لوگوں کو اسلام اور اس کے نظام سے دور رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کو اصل حقائق تک پہنچنے سے روک رہے ہیں۔ اسلام کے اصولوں میں یہ بات شامل ہے کہ اجتماعی امن پیدا ہو اور ہر خاص و عام کے مابین ایسا معاشی توازن پیدا ہو کہ انسان تو کجا کوئی جانور تک بھی بھوکا نہ رہے چاہے وہ جنگلوں اور بیابانوں میں ہی کیوں نہ رہتا ہو۔

اجتماعی امن اور آسودگی کے حصول کیلئے اور زندگی کے ہر میدان میں ترقی کے حصول کیلئے اسلام نے بہترین اور منصفانہ اصول وضع کئے ہیں۔ مثلاً تجارت کا میدان لے لیں کہ اسلام نے سود، قمار، جوا، چور بازاری اور ذخیرہ اندوزی جیسے وہ تمام کام ممنوع قرار دیئے ہیں جو کسی بھی درجہ میں لوگوں کے استحصال کا سبب بنتے ہیں اور منافع بخش تجارت کے ایسے ضوابط دیئے ہیں جو معاشی استحکام اور ترقی کا باعث بنتے ہیں اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ کوئی شخص بھی کسی دوسرے کا استحصال نہ کر سکے۔ اسی مقصد کیلئے اسلام میں جہاد کو عبادت گردانا گیا ہے تاکہ جو دنیا ظلم و ستم کی چکی میں پس رہی ہو اسے اس ظلم سے نجات دلائی جائے تاکہ لوگ اپنے کھانے کمانے اور مالکانہ حقوق رکھنے میں مکمل طور پر آزاد ہوں اسی طرف آپ ﷺ نے اپنے اس نامہ مبارک میں اشارہ فرمایا جو آپ ﷺ نے کسری کی جانب بھیجا تھا کہ:

" انی ادعو کم من عبادة عبادالله الی عبادة الله "الحدیث "

ترجمہ:...... میں تم کو اللہ کی بندوں کی بندگی کو چھوڑ کر اللہ کی بندگی اختیار کرنے کی طرف بلاتا ہوں۔

کسی ملک کی ترقی کا راز اس ملک کی امن و امان کی صورتحال پر ہے کہ وہاں لوگوں کی جان، مال اور عزت محفوظ ہو اور اس امن کو کیونکر حاصل کیا جا سکتا ہے اسلام میں اس کیلئے دو چیزوں پر زور دیا گیا ہے ایک تو یہ کہ لوگوں میں احتساب کا احساس اور خدا خوفی عقیدے کی شکل اختیار کرلے جیسا کہ فرمایا کہ: " اما من خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوی فان الجنة هی الماوی "

دوسری چیز یہ کہ لوگوں میں قانون کا خوف بھی موجود ہو اسی لئے قرآن پاک میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کی ضرورت بیان کرتے ہوئے ان کے سفروں کا ذکر کیا ہے فرمایا:

" علم ان سیکون منکم مرضی و آخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل الله وآخرون یقاتلون فی سبیل الله "

(سورة مزمل آیت ٢٠)

ترجمہ:...... جانا کہ کتنے ہوں گے تم میں بیمار اور کتنے اور لوگ پھریں گے ملک میں ڈھونڈتے اللہ کے فضل کو اور کتنے لوگ لڑتے ہوں گے اللہ کی راہ میں۔

کہ تمہیں دو قسم کے سفر درپیش ہوں گے ایک تجارت کا اور دوسرا سفر بغرض جہاد۔ اور فرمایا کہ:

" ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیت لاولی الالباب "
آل عمران ۱۹۰)

ترجمہ:...... بے شک آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا آنا جانا اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے۔
اور ارشاد فرمایا کہ:

" لا یلف قریش ایلفہم رحلۃ الشتاء والصیف "

ترجمہ:...... اس واسطے کہ مانوس رکھا قریش کو، مانوس رکھنا انکو سفر سے جاڑے کے اور گرمی کے۔
کہ خشکی کے دو سفر ہیں جن میں کئی ماہ لگ سکتے ہیں اور ان کی کامیابی کیلئے یہ ضروری ہے کہ نہ تو رستے میں جرائم پیشہ لوگوں کا خطرہ ہو اور نہ ہی اہل خانہ کے بارے کسی قسم کا خوف دامن گیر ہو۔ اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ؛

" فلیعبدوا رب ھذالبیت "

ترجمہ:...... سو چاہے کہ بندگی کریں اس گھر کے رب کی۔
کہ اپنے مرکز سے بھی رابطہ استوار رہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور وحدت ہمہ وقت دل میں قائم رہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تجارت اور سفر گناہ کا سبب بن جائیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ حقیقی ترقی کیلئے امن ناگزیر ہے اور اس مقصد کیلئے اسلام جہاں اخلاقی ہدایات اور قانونی راہنمائی دیتا ہے وہیں اس امن کو ختم کرنے والوں کیلئے تادیبی طریقہ کار بھی متعین کرتا ہے تاکہ اس امن کو دوام حاصل ہو اور حدود کی سزائیں اسی پراگرام کا حصہ ہیں۔ چنانچہ نقص امن کا باعث بننے والے چند لوگوں کا ان سزاؤں کی زد میں آنا ظلم نہیں بلکہ عین انصاف ہے۔

بحث دوم: حد رجم کا شرعی ثبوت:

حد رجم کے ثبوت پر امت کا اجماع ہے۔ درج ذیل احادیث سے وہ عملی اور قولی تواتر ثابت ہوتا ہے جو حد رجم کے ثبوت کی دلیل ہے۔

" عن ابی ھریرۃؓ قال اتی رجل رسول اللہ ﷺ و ھو فی المسجد فنا داہ فقال یا رسول اللہ انی زنیت فاعرض عنہ حتی ردد علیہ اربع مرات فلما شھد علی نفسہ اربع مرات دعاہ النبی ﷺ قال ابک جنون قال لا قال فھل احصنت قال نعم فقال النبی ﷺ اذھبوا بہ فارجموہ قال ابن شہاب فاخبرنی من سمع جابر بن عبداللہؓ قال فکنت فیمن رجمہ فرجمناہ بالمصلی فلما اذلقتہ الحجارۃ ھرب فادرکناہ بالحرۃ فرجمناہ "
(بخاری، ص ۱۰۰۶)

ترجمہ:...... حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک جوان آیا جبکہ آپ مسجد میں تشریف

فرماتے، آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ بے شک میں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے اس سے اعراض فرمایا تو اس نے چار مرتبہ اس بات کو دھرایا سو جب چار دفعہ اس شخص نے اپنے اوپر گواہی دی تو آپ ﷺ نے اس کو بلوایا اور فرمایا "تجھے جنون تو نہیں؟" اس نے جواب دیا نہیں۔ فرمایا کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا "ہاں" ۔ فرمایا اس کو لے جاؤ اور اس کو پتھروں سے ماردو۔ ابن شہاب نے کہا سو خبر دی مجھے اس شخص نے جس نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنھوں نے اسے رجم کیا۔ سو ہم نے اسے مصلی (نماز عید پڑھنے کی جگہ) پر رجم کیا تو جب اس کو پتھروں نے کمزور کر دیا تو وہ بھاگا، ہم نے اس کو حرۃ کے مقام پر جا پایا اور پتھروں سے اس کو مار ڈالا۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رجم نبی ﷺ کے حکم سے ہوا اس لئے اس کو شریعت محمدیہ ﷺ کہا جائے گا۔)

" عن ابن عمرؓ قال اتی رسول اللہ ﷺ بیھو دی و یھو دیۃ قد احد ثا جمیعا فقال لھم : ما تجدون فی کتابکم ؟ قالوا: ان احبارنا احدثوا تحمیم الوجہ و التجبیۃ ، قال عبداللہ بن سلامؓ : ادعھم یا رسول اللہ بالتوراۃ فاتی بھا فوضع احدھم یدہ علی آیۃ الرجم و جعل یقرا ما قبلھا و ما بعدھا فقال لہ ابن سلامؓ ارفع یدک فا ذا آیۃ الرجم تحت یدہ و امر بھما رسول اللہ ﷺ فرجما قال ابن عمرؓ : فرجما عند البلاط فرایت الیھودی اجنا علیھا " ۔

(بخاریؒ جلد دوم ص ۱۰۰۷) ۔

ترجمہ:...... ابن عمرؓ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت جنہوں نے زنا کیا تھا لائے گئے۔ آپ ﷺ نے ان یہودیوں سے کہا کہ تم اپنی کتاب میں کیسے پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک ہمارے احبار نے تحمیم اور تجبیہ (منہ کالا کر کے ایک دوسرے کو پیٹھ دیکر گدھے پر سوار کرنا) ایجاد کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا یا رسول اللہ انہیں توراۃ لانے کا کہیے۔ چنانچہ توراۃ لائی گئی (جس میں آیت رجم موجود تھی) تو ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ آیت رجم پر رکھ لیا اور وہ اس کا ماقبل اور مابعد پڑھ رہا تھا۔ حضرت ابن سلامؓ نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ اوپر اٹھاؤ تو اچانک آیت رجم اس کے نیچے تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کے بارے حکم دیا اور وہ دونوں پتھروں سے مار دیے گئے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ خالی ہموار میدان میں ان کو سنگسار کیا گیا اور میں نے دیکھا کہ یہودی اس یہودیہ پر پلٹ رہا تھا۔

" عن ابی ھریرۃؓ و زید بن خالدؓ قالا کنا عند النبی ﷺ فقام رجل فقال : انشد ک الا قضیت بیننا بکتاب اللہ فقام خصمہ و کا ن افقہ منہ فقال اقض بیننا بکتاب اللہ وائذن لی قال قل قال ان ابنی کان عسیفا علی ھذا فزنی با مرا تہ فافتدیت منہ بما ئۃ شاۃ و خا دم ثم سالت رجالا من اھل العلم فا خبرونی ان علی ابنی جلد ما ئۃ و تغریب عام و علی امرا تہ الرجم فقال النبی ﷺ والذی نفسی بیدہ لا قیضن بینکما بکتاب اللہ ، الما ئۃ الشاۃ و الخا دم رد علیک و علی ابنک جلد مائۃ ، تغریب عام واغد یا انیس علی امراۃ ھذا فان اعترفت فارجمھا فغدا علیھا فاعترفت فرجمھا " ۔

(بخاری جلد دوم ص ۱۰۰۸) ۔

ترجمہ:...... حضرت ابو ہریرۃ اور زید بن خالد فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو گیا۔اس نے کہا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں مگر یہ کہ آپ اللہ کے حکم کے مطابق ہمارے درمیان فیصلہ فرما دیں۔تو اس کا فریق کھڑا ہو گیا جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا اس نے کہا کہ ہمارے مابین اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔آپ نے فرمایا ''کہو''۔تو اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا جس نے اس کی بیوی سے زنا کر لیا اس کے بدلے میں نے ایک سو بکری اور ایک خادم اس کو دیا۔اس کے بعد میں نے چند علماء سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو درے اور ایک سال کی شہر بدری ہے اور اس کی بیوی پر رجم ہے۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں تمہارے مابین اللہ کے حکم کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا۔سو بکری اور خادم تجھے واپس ہیں۔تیرے بیٹے کو سو درہ ہے اور شہر بدری ہے اور حضرت انیسؓ سے کہا کہ صبح اس کی بیوی کے پاس جاؤ سو اگر وہ اقرار کر لے تو اس کو سنگسار کر دو۔صبح وہ اس کے پاس گئے تو اس نے اقرار کر لیا چنانچہ حضرت انیس نے اسے سنگسار کر دیا۔

" قال(عمرؓ)اما بعد فانی قائل لکم مقالة قد قدر لی ان اقولها لا ادری لعلها بین یدی اجلی فمن عقلها ووعاها فلیحدث بها حیث انتهت به راحلته ومن خشی ان لا یعقلها فلا احل لا حد ان یکذب علی ۔ ان الله بعث محمداً ﷺ بالحق وانزل علیه الکتاب فکان مما انزل الله آیة الرجم فقرانا ها وعقلنا ها ووعینا ها رجم رسول الله ﷺ ورجمنا بعده فاخشی ان طال بالناس زمان ان یقول قائل والله ما نجد آیة الرجم فی کتاب الله فیضلو ابترك فریضة انزلها الله والرجم فی کتاب الله حق علی من زنی اذا احصن من الرجال والنساء اذا قامت البینة او کان الحبل اوالاعتراف " ۔ (بخاری ،جلد دوم ص ۱۰۰۹)

ترجمہ:...... منبر رسول ﷺ پر حضرت عمرؓ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ آج میں ایک ضروری بات کہنے والا ہوں جو میرے ذہن میں آیا کہ میں کہوں ہو سکتا ہے کہ میری موت کا وقت قریب ہو۔تو جو شخص اسے سمجھے اور اسے یاد رکھے تو جہاں تک اس کی سواری پہنچے وہاں تک اس کو پہنچا دے اور جو شخص یہ خطرہ کرتا ہے کہ اسے نہیں سمجھے گا اسے میں اجازت نہیں دیتا کہ میرے اوپر جھوٹ کہے۔بے شک اللہ نے محمد کو سچا دین دیکر بھیجا ہے اور آپ ﷺ پر کتاب اتاری ہے۔سو اس سے جو اللہ نے اتارا ہے آیت رجم بھی ہے۔ہم نے اس کو پڑھا،اس کو سمجھا اور اس کو محفوظ کر لیا۔رسول اللہ ﷺ نے بھی رجم والی حد جاری فرمائی اور ان کے بعد ہم نے بھی اس کو جاری کیا۔سو مجھے خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ لوگوں پر زمانہ دراز گزرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ قرآن میں آیت رجم نہیں ہے سو گمراہ ہو جائیں اللہ کے قانون کو ترک کر کے جس کو اس نے اتارا ہے۔رجم اللہ کے حکم میں برحق ہے اس شخص پر جو زنا کرے مرد ہوں یا عورتیں جب کہ وہ شادی شدہ ہوں اور ان پر گواہی قائم ہو جائے یا عورت کا حمل (زنا سے) ظاہر ہو جائے یا اقرار پایا جائے۔

یہ عملی احادیث ہیں جو قریباً باون صحابہ سے منقول ہیں جو کہ معنوی تواتر ہے (تکملہ فتح الملہم)۔ابن ہمامؒ نے فتح القدیر ص

۱۴۳، جلد ۵، محمود آلوسیؒ نے روح المعانی ص ۸۹ جلد ۱۵ اور شیخ الدہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۵۸ جلد ۲ میں واضح طور پر یہی بیان کیا ہے۔ رجم کی سزا کے بیان میں قولی حدیث درج ذیل ہے۔

" عن ابی ھریرۃؓ قال قال النبی ﷺ الولد للفراش وللعاھر حجر " ۔

(بخاری ص ۱۰۰۷، جلد دوم) ۔

ترجمہ:...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بچہ اس کا ہے جس کا نکاح ہے اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔

یہ حدیث انہی الفاظ کے ساتھ تیس سے بھی کچھ اوپر صحابہ سے نقل ہے۔ جیسا کہ حافظین نے فتح الباری ص ۳۳، ج ۱۲ اور عمدۃ القاری ص ۱۰۰، ج ۱۱ میں تصریح کی ہے اور اس طرح تکملہ شرح المھذب للمصطفی ص ۴۰۰، ج ۱۴ میں بھی اس کی وضاحت ہے۔

القصہ یہ کہ قول وعمل اور لفظی اور معنوی تواتر سے حد رجم آپ ﷺ سے ثابت ہے اور خلفاء راشدین کا بھی اس پر معمول رہا ہے جو کہ خیر القرون بھی ہے انہی لوگوں کے بارے اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

" السابقون الاولون من المھاجرین و الانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا ذلک الفوز العظیم" ۔ (سورۃ توبہ آیت ۱۰۰) ۔

ترجمہ:...... اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور جو انکے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور راضی ہوئے اس سے اور تیار رکھے ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں رہا کریں انہی میں ہمیشہ یہی ہے بڑی کامیابی۔

لہٰذا اس دور خیر القرون اور خلافت راشدہ کی اتباع بحکم قرآن فرض ہے۔

واقعات رجم کی تاریخ:

" عن براء بن عازبؓ ان النبی ﷺ قال بعد رجم الیھودیین: اللھم انی اول من احیا امرک اذ اماتوہ " ۔

ترجمہ:...... حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو یہودیوں کے رجم کرنے کے بعد فرمایا کہ اے اللہ میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو دوبارہ زندہ کیا بعد اس کے کہ انہوں (یہود) نے اس کو ترک کر رکھا تھا۔

(رواہ مسلم جلد دوم ص ۷۰ باب حد الزنا)۔

" عن ابی ھریرۃؓ کنت جالسا عند رسول اللہ ﷺ اذ جاء رجل من الیھود ---الخ " ۔

ترجمہ:...... ابوھریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ یہودیوں میں سے ایک شخص آیا ---الخ (تفسیر ابن جریر

ص ۳۵،سورۃ المائدہ جلد۶) ۔

" قال الحافظ فی الفتح جلد ۱۲ ص ۱۵۲ فی باب احکام اھل الذمة "انه (رجم الیھودی))وقع بعد فتح مکة فی السنة الثامنة"وقال عبدالله بن الحارث بن الجراح "فکنت فیمن رجمهما " ۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے رجم کرنے کا واقعہ ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد پیش آیا اور عبداللہ بن الحارث بن الجراح فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنھوں نے ان دونوں کو رجم کیا تھا۔ (مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۲۷۱)

" وقال الحافظ :ان عبدالله بن الحارث انما قدم المدینة مسلما مع والده بعدفتح مکة " ۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن الحارثؓ مسلمان ہو کر فتح مکہ کے بعد اپنے والد کے ساتھ مدینہ تشریف لائے تھے نیز یہ دونوں یہودی اھل فدک میں سے تھے اور اس فیصلے کو اہل خیبر نے آپ ﷺ کی طرف بھیجا تھا اور ظاہر ہے کہ اس وقت خیبر مسلمانوں کے زیر نگیں ہو چکا تھا حتی کہ علامہ بدرالدین عینیؒ نے عمدۃ القاری باب الرجم فی البلاط ج۱۱ ص ۱۵۳ میں لکھا ہے کہ امام بخاریؒ اس واقعے کو احکام اھل الذمۃ میں نقل کر کے یہ اشارہ دے رہے ہیں کہ اس وقت یہود خیبر ذمی بن چکے تھے۔

فائدہ:

بنو قریظہ کے قتل کے بعد اگر چہ یہود کی اکثریت مدینہ اور گرد و نواح سے شہر بدر کر دی گئی تھی لیکن پھر بھی کچھ یہود وہاں آباد تھے چنانچہ علامہ سمہودی وفاء الوفا ص ۱۶۳ ج ۱ میں رقم طراز ہیں کہ:

" ان یھود امن بنی نا غضة لم یزالوا مقیمین فی شعب بنی حرام حتی نقلھم سیدنا عمرالی قریب من مسجد الفتح " ۔

ترجمہ:...... بنی ناغضہ کے کچھ یہود شعب بنی حرام میں ہی مقیم رہے حتی کہ حضرت عمرؓ نے انہیں مسجد فتح کے قریب ایک جگہ پر منتقل کر دیا۔

اور اسی بات پر درج ذیل حدیث بھی شاہد ہے:

" ان درع النبی ﷺ کان مرھونا عند رجل من الیھو د عند وفاته ﷺ " ۔

ترجمہ:...... بوقت وفات آپ ﷺ کی درع ایک یہودی کے پاس بطور رھن رکھی تھی۔

جبکہ قصہ افک احزاب سے قبل غزوہ بنی المصطلق کے بعد پیش آیا اور حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ج ۷ ص ۲۳۲۔۲۳۳ میں دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ غزوہ ،احزاب سے پہلے ۵ ہجری میں پیش آیا تھا۔ بدرالدین عینیؒ بھی اسی کی تائید کرتے ہیں (جلد ۸ ص ۲۶۶)۔

خلاصہ مبحث یہ کہ سورۃ نور ۵ یا ۶ ہجری میں نازل ہوئی اور رجم کے جتنے بھی واقعات ہیں سورۃ نور کے نزول بلکہ فتح مکہ کے بعد پیش آئے ہیں۔ کیونکہ سب سے پہلا واقعہ جس میں عبداللہ بن الحارث اور حضرت ابوھریرۃؓ دونوں موجود تھے۔ جبکہ ابوھریرۃؓ ۷ھ میں

اورعبداللہ بن الحارثؓ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے ہیں چنانچہ واضح ہوا کہ باقی واقعات رجم فتح مکہ کے بعد ۸ یا ۹ ہجری میں پیش آئے۔

واقعہ حضرت ماعزؓ میں حضرت ابن عباسؓ موجود تھے (کمافی المستدرک للحاکم ج۴ص ۳۶۱) اور یہ معلوم ہے کہ ابن عباسؓ اپنی والدہ کے ساتھ ۹ ہجری میں مدینہ تشریف لائے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری ج ۱۲ص ۱۰۶ میں اس کی تصریح کی ہے۔ اگرچہ اس کی سند میں مقال ہے تاہم یہ بات صحاح سے متعین ہے کہ یہ واقعہ رجم یہودیین کے بعد کا ہے غامدیہ عورت اور مزدور کے رجم میں حضرت خالد بن ولیدؓ شریک تھے جیسا کہ صحاح میں مذکور ہے اور حضرت خالدؓ فتح مکہ سے چند ماہ پہلے مسلمان ہوئے اور مدینہ پہنچے (طبقات ابن سعد ص ۲۵۲)

اس کے علاوہ وہ دو آدمی جو آپ ﷺ کے پاس فیصلہ لے کر آئے ان کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عسیف کے باپ کو سودرے کا علم ہوا تھا اسی لئے تو وہ فیصلہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا اسی طرح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ کا یہ فرمانا کہ :

" کنا عند النبی ﷺ وقام رجل ---- الخ " (باب الا عتراف بالزنا) ۔

سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ابو ہریرہؓ کے اسلام لانے کے بعد کا واقعہ ہے کیونکہ وہ ۷ھ میں مسلمان ہوئے تھے اور یہ بات بھی یاد رہے کہ غامدیہ اور جہنیہ دونوں ایک ہی عورت ہیں۔

" قال الغسانی : جهینه و غامدیة و بارق واحد " ۔

کہ جہینہ اور غامدیہ اور بارق سے مراد ایک ہی عورت ہے۔ (بذل المجہود ص ۱۳۵ ج ۵) ۔

امام ابوداؤدؒ یہی اشارہ دے رہے ہیں کہ جہینہ اور غامدیہ دونوں ایک ہی عورت کے دو نام ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جتنے بھی واقعات ہیں وہ ۸ یا ۹ ہجری کے ہیں۔ قول اور عمل دونوں تواتر سے ثابت ہیں لہذا تواتر کے ثبوت کے بعد بعض جزئی تفصیلات میں بعض اختلاف جو کہ رواۃ کے تصرف کا نتیجہ ہے کو بہانہ بنانا اور ان واقعات متواترہ کا انکار کردینا محض ضد، عناد اور مغرب زدہ ذہن کا نتیجہ تو ہوسکتا ہے اس کو نہ تو تحقیق کہا جاسکتا ہے اور نہ ہی قرآن وسنت کی ترجمانی۔

بحث سوم:

رجم کی حد تمام آسمانی کتابوں کا متفقہ حکم ہے چنانچہ مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ:

" پورے رکوع نمبر ۹ میں ان احکام الہیہ کا ہر زمانہ واجب العمل رہنا اور اس کا ترک حرام اور مورد وعید ہونا جن کا ظہور کبھی تورات کے واسطہ سے ہوا اور کبھی انجیل کے واسطہ سے اور اب قرآن مجید کے واسطہ سے ہے، بیان فرماتے ہیں ۔۔۔۔ الخ (بیان القرآن ص ۳۸۲)۔

اللہ تعالی کے فرمان " انا انزلنا التوراة --- " ۔ (سورة مائدة، آیت ٤٤) ۔

کی تفسیر میں امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ

" ان هذه الآية انما نزلت فی مسئلة الرجم فلا بد ان تكون الاحكام الشرعية داخلة فی الآية " ۔

ترجمہ:...... یہ آیت مسئلہ رجم کے بارے نازل ہوئی چنانچہ ضروری ہے کہ احکام شرعیہ بھی اس آیت میں داخل ہوں (تفسیر کبیر ص٣٦٥ ج٤)۔

اسی طرح فرمان باری تعالی " و كيف يحكمونك وعند هم التوراة فيها حكم الله " (سورۃ مائدہ ٤٣) ۔

ترجمہ:...... اور وہ آپ ﷺ سے کیسے فیصلہ کراتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توراۃ ہے جس میں اللہ کا حکم ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ :

" هذاتعجيب من الله تعالى لنبيه عليه السلام لتحكيم اليهود اياه بعد علمهم بما فی التوراة من حد الزانی ثم تركهم قبول ذلك الحكم ۔۔۔ الخ " ۔

کہ اس آیت میں اللہ تعالی اپنے نبی سے تعجب کرنے کا کہہ رہے ہیں کہ کیسے یہود نے توراۃ میں موجود زانی کی حد کے حکم کو جانتے ہوئے بھی اسے ترک کردیا اور آپ ﷺ کو حکم بنایا۔ (تفسیر کبیر ج٤ ص١١) ۔

فائدہ:

جیسا کہ بیان ہوا کہ زنا کیلئے حد رجم کا حکم تمام آسمانی کتب میں یکساں طور پر موجود ہے چنانچہ اس کو تمام شریعتوں کا اجماعی مسئلہ کہا جائے گا جس پر پہلے انبیاء نے عمل فرمایا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے؛

" انا انزلنا التورٰة فيها هدى و نور يحكم بها النبيون الذين اسلموا للذين هادوا و الربانيون والاحبار بما استحفظوا من كتاب الله و كانوا عليه شهداء " ۔ (سورة مائده ، آيت ٤٤) ۔

ترجمہ:...... ہم نے توراۃ نازل فرمائی جس میں ہدایت تھی اور وضوح تھا۔ انبیاء جو کہ اللہ تعالی کے مطیع تھے اس کے موافق حکم دیا کرتے تھے اور اہل اللہ اور علماء بھی بوجہ اس کے ان کو اس کتاب اللہ کی نگہداشت کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس کے اقراری ہوگئے تھے۔

اور اسی طرح آپ ﷺ کو بھی حکم ہوا کہ:

" فاحكم بما انزل الله " ۔

یعنی شریعتیں اگر چہ ہر ایک کی اپنی اپنی تھیں تاہم مسئلہ سب میں ایک ہی تھا۔ جیسا کہ توحید، رسالت اور آخرت کے مسائل تمام شریعتوں میں یکساں رہے ہیں۔ اللہ تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

" تعالوا الى كلمة سواء بيننا و بينكم الا نعبد الا الله " ۔ (سورة آل عمران) ۔

ترجمہ:...... آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔

چنانچہ جو شخص بھی ان عقائد حقہ کو اختیار کرتا ہے اس کے بارے میں یہ ہرگز نہیں کہا جائے کہ یہ شخص تورات وانجیل پر عمل کر رہا ہے بلکہ اس کا یہ عمل دین اسلام کا عمل ہی سمجھا جائے گا اس طرح رجم کا مسئلہ ہے کہ تمام شریعتوں میں مشترک ہونے کی وجہ سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس پر عمل تورات پر عمل ہے بلکہ یہ عین اسلام کے حکم پر عمل ہوگا۔

" ولیحکم اهل الانجیل بما انزل الله فیه ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الفسقون " ۔

(سورۃ مائدہ ۴۷ آیت) ۔

ترجمہ:...... اور چاہئے کہ حکم کریں انجیل والے موافق اس کے جو اتارا اللہ نے اس میں اور جو کوئی حکم نہ کرے موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے سو وہی لوگ ہیں نافرمان۔

" قال ابو بکر فیه دلالة علی ان ما لم ینسخ من شرائع الانبیاء المتقدمین فهو ثابت علی معنی انه صار شریعة للنبی ﷺ الی ان قال فثبت بذالك انهم مامورون بامتثال احکام تلك الشریعة علی معنی انها قد صارت شریعة للنبی ﷺ " ۔ (احکام القرآن للجصاص ،ص ۴۴۲،ج دوم) ۔

ترجمہ:...... ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں اس آیت میں دلالت ہے کہ پہلے انبیاء کی شریعتوں میں سے جو باتیں منسوخ نہیں کی گئیں تو وہ بایں معنی اب بھی باقی ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی شریعت بن چکی ہیں ۔۔۔۔۔ چناچہ اس سے ثابت ہوا کہ وہ اس طور پر اس شریعت کے احکامات کو بجالانے کے پابند ہیں کہ وہ اب نبی ﷺ کی شریعت بن چکی ہے۔

خلاصہ یہ کہ انجیل والے جو کچھ اس انجیل میں ہے اللہ تعالی نے اتارا ہے اس کے مطابق فیصلہ کریں اور وہ حکم جو انجیل میں موجود ہے اور منسوخ نہیں ہوا وہ اب آخری نبی ﷺ کی شریعت کہلائے گی اور اس غیر منسوخ حکم کی اتباع اس آخری نبی ﷺ کی اتباع متصور ہوگی۔ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں کہ:

" لان ما کان شریعة لموسی فلم ینسخ الی ان بعث النبی ﷺ فقد صارت شریعة للنبی ﷺ " ۔

(ص ۴۴۳ ج ۲ احکام القرآن للجصاص) ۔

ترجمہ:...... موسیٰ کیلئے جو کچھ شریعت تھی اور منسوخ نہیں ہوئی یہاں تک کہ نبی آخر الزمان مبعوث ہو گئے تو وہ اب اس آخری نبی ﷺ کی شریعت بن چکی ہے۔

تورات والوں پر بھی اس حکم کی تعمیل اس معنوں میں فرض ہوگی کہ یہ اب آخری نبی ﷺ کی شریعت ہے۔

فائدہ:

اشتراک حکم کے باوجود اسلام اور باقی شریعتوں میں حد رجم کے سلسلہ میں بعض جزئی تفصیلات میں فرق ہے جس کی توضیح درج ذیل ہے:

۱)...... تورات اور انجیل میں حد زنا صرف اور صرف رجم تھی جبکہ اسلام میں اس سزا میں تخفیف کر دی گئی کہ یہ سزا صرف اسی زانی کو ملے گی جو محصن یعنی شادی شدہ ہوگا غیر شادی شدہ کیلئے سو دروں کی سزا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

" الزانية و الزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة " ۔

۲)...... سابقہ شریعتوں میں اس کے ثبوت کیلئے چار گواہوں کے علاوہ اور طریقے بھی موجود تھے مثلاً دلہا ثابت کر دے کہ کنواری لڑکی باکرہ نہیں ہے تو پھر بھی اس کو حد رجم لگ جاتی تھی۔ کتاب مقدس استثناء آیت ۲۱ میں ہے کہ "اگر یہ بات سچ ہو کہ لڑکی میں کنوارے پن کے نشان نہیں پائے گئے تو وہ اس لڑکی کو اس کے باپ کے گھر کے دروازے پر نکال لائیں اور اسکے شہر کے لوگ اس کو سنگسار کریں کہ وہ مر جائے "۔

اسلام میں سزا کے ثبوت کیلئے چار گواہ لازمی قرار دیے گئے ہیں جو کہ قریب قریب ایک جیسی گواہی دیں اور اس گواہی میں تزکیۃ الشھود کے حوالے سے کڑی شرائط عائد کی گئی ہیں۔ اگرچہ ماحول کو برائی سے پاک رکھنے کیلئے تعزیری تفصیلات ہیں تاہم حد زنا صرف اسی وقت لاگو ہوگی جب یہ شرائط پوری ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

" لو لا جاء و ا عليه باربعة شهداء ۔۔۔الخ " ۔

ترجمہ:...... یہ لوگ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔

اور اسی طرح ارشاد فرمایا: " والذين يرمون المحصنت ثم لم ياتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة و لا تقبلوا لهم شهادة ابدا " ۔ (سورۃ نور آیت ٤) ۔

ترجمہ:...... اور جو لوگ تہمت لگائیں پاک دامن عورتوں کو اور چار گواہ نہ لا سکیں تو ایسے لوگوں کو اسی درے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی قبول مت کرو۔

زنا کی سزا ایک فطری فیصلہ ہے اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ جانوروں کے ذریعے فطرت کی طرف راہنمائی فرماتے ہیں جیسا کہ ہابیل و قابیل کے قصہ میں ایک کوے نے قابیل کو فطری طریقے سے اپنے بھائی کی لاش کو چھپانے کا طریقہ سکھایا۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" فبعث الله غرابا يبحث في الارض " ۔ (الآية) ۔

ترجمہ:...... پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کو کھودتا تھا۔

اسی طرح بخاری میں مذکور بندروں کا واقعہ بھی اسی فطرت کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

" عن عمرو بن ميمون قال رايت في الجاهلية قرداقد رجموا قردة ۔۔۔الخ " ۔

(بخاری ج اول ، باب القسامة في الجاهلية ص ٥٤٣) ۔

ترجمہ:...... حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں کچھ بندروں کو دیکھا کہ وہ ایک بندر کو رجم کر رہے تھے۔

بحث چہارم: آیات قرآنیہ کا مفہوم:

۱)...... " الزانية و الزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة " ۔

ترجمہ:...... زانیہ عورت اور زانی مرد ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو کوڑے لگاؤ۔

احادیث متواترہ کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ آیت کا مصداق غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ ہیں اور یہ کوئی آیت کی تخصیص یا تقیید نہیں ہے بلکہ ضابطہ ہے کہ:

" الاصل في اللام العهد " ۔ (الرضی) ۔

کہ لام تعریف چاہے موصول کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو، اس میں اصل یہی ہے کہ یہ عہد خارجی کیلئے ہوتا ہے اور نبی ﷺ کے قول وعمل سے یہی مراد متعین ہے۔

۲)...... قولہ تعالی " فاذا احصن فان اتين بفاحشة فعليهن نصف ما على المحصنت من العذاب " ۔

یہاں " المحصنت " سے مراد غیر شادی شدہ آزاد عورتیں مراد ہیں جو کہ الزانی اور الزانیۃ میں متعین ہو چکی ہیں۔ یہاں بھی الف لام عہد خارجی کا ہے چنانچہ اگر ان پر سو درے ہیں تو باندیوں پر پچاس درے ہوں گے۔

۳)...... قوله تعالى " و يدرا عنها العذاب ---الخ ۔ (سورة نور آية ۸) ۔

لعان کی صورت میں جب عورت نے انکار کیا اور عذاب اس سے ہٹ گیا۔ اس عذاب سے مراد غیر شادی شدہ والی سزا مراد لینا احتمالی معنی ہے۔ اس وقت تک نہ کسی عورت نے اقرار کیا تھا اور نہ اس عذاب کی شکل سامنے آئی تھی۔ ہاں جب غامدیہ عورت کا معاملہ سامنے آیا تو اس سے واضح ہو گیا کہ شادی شدہ عورت کیلئے جس عذاب کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد رجم ہے جو کہ تواتر سے ثابت ہے محض احتمالی معنی سے تواتر کو مسترد نہیں کیا جا سکتا ہے۔

۴)...... قوله تعالى : " ينساء النبي من يات منكن بفاحشة مبينة يضعف لها العذاب ضعفين " ۔ (سورة احزاب آيت ۳۵) ۔

ترجمہ:...... اے نبی کی عورتوں جو کوئی کر لائے تم میں سے کام بے حیائی کا صریح، دونا ہو اس کو عذاب دہرا۔

یہ آیت نبی ﷺ کی ازواج کے آداب کے بارے میں ہے۔ اس فاحشہ سے کیا مراد ہے اس کی وضاحت آیت کا سیاق کرتا ہے۔ قولی فاحشہ کی طرف لا يخضعن میں اشارہ ہے کہ غیر مرد کے ساتھ نرمی کے ساتھ بات نہ کرے اور فعلی فاحشہ کی طرف لا تبرجن تبرج الجاهليه میں اشارہ ہے کہ عریاں لباس میں خصوصاً باہر پھرنا یہ آپ ﷺ ازواج کیلئے ممنوع ہے۔

۵)...... قوله تعالى "واللتي ياتين الفاحشة من نسائكم فاشهدوا عليهن اربعة منكم فان شهدوا فامسكوهن في

البیوت " - (سورۃ النساء آیت ۱۵) -

ترجمہ:...... اور وہ عورتیں جو بے حیائی کا کام کریں تمہاری بیبیوں میں سے سو تم ان عورتوں پر چار آدمی اپنوں میں سے گواہ کرلو سو اگر وہ گواہی دے دیں تو تم ان کو گھروں کے اندر مقید رکھو۔

اللہ تعالی نے تا حکم ثانی زانیہ عورتوں کو گھروں میں پابند رکھنے کا حکم فرمایا حتی کہ ۹ ہجری میں جس حکم کا انتظار تھا عملا اس کو نافذ کر کے دکھایا۔ عروۃ بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: " البکر باالبکر حلد مائة و نفی سنة والثیب با لثیب حلد مائة والرجم " کہ غیر شادی شدہ کی سزا سو درے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور شادی شدہ کی سزا سو درے اور رجم ہے۔ اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " خذوا عنی خذوا عنی قد جعل الله لهن سبيلا " -

ترجمہ:...... مجھ سے لے لو مجھ سے لے لو اللہ تعالی نے ان کیلئے راہ پیدا کردی۔

فائدہ:

حدیث مذکور میں غیر شادی شدہ کیلئے سو درے اور ایک سال کی شہر بدری اور شادی شدہ کیلئے سو درے اور رجم کا بیان ہے یہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفاء راشدین کا عمل ہے جو کہ عملی تواتر ہے۔

فائدہ:

حدیث جابرؓ میں ہے کہ "ان رحلا زنا بامراة فامر النبی ﷺ فحلد ثم اخبر انه قد كان احصن فامر به فرحم" کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کرلیا آپ ﷺ نے پہلے درے مارنے کا حکم دیا جو مارے گئے اس کے بعد آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ یہ شخص شادی شدہ ہے تو پھر آپ ﷺ نے رجم کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شادی شدہ کیلئے حد، رجم ہی ہے جب تک علم نہیں تھا اس وقت تک تو اس پر غیر شادی شدہ کی سزا نافذ کی گئی اور جب علم ہو گیا تو پھر اس پر شادی شدہ کی سزا جاری کی گئی۔

آخر میں چند سوالات اور جوابات:

سوال (۱):...... احادیث میں جو تطہیر کا ذکر ہے (العیاذ باللہ) یہ عیسائی اصطلاح ہے۔

جواب:...... تمام انبیاء کا یہ منصب رہا ہے کہ وہ انسانیت کو تمام آلائشوں اور آثام سے پاک کرتے ہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: " انما يريد الله ليذ هب عنكم الرحس اهل البيت ويطهر كم تطهيرا " -

(سورۃ احزاب آیت ۳۳) -

ترجمہ:...... اور اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے نبی کے گھر والو اور ستھرا کردے تم کو ایک ستھرائی سے۔

اوراسی طرح ارشادفرمایا: " ولکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمتہ علیکم " ۔

(سورة المائده آیه ٥) ۔

ترجمہ:...... لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تام فرمادے۔

سوال (۲):...... رسول اللہ ﷺ تو رؤوف ورحیم ہیں ایسی سخت سزا کی ان سے توقع نہیں کی جاسکتی چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ توراتی سزا ہے اسلام میں یہ موجود نہیں ہے۔

جواب:...... اگر واضع شریعت انبیاء علیہم السلام ہوں تو ہوسکتا ہے کہ ایسی سخت سزا نہ دیں لیکن انبیاء تو اللہ کے قانون کو نافذ کرتے ہیں اور جو حکم ان کو ملتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں اگر نبی ﷺ اس قسم کی سزا نہیں دے سکتے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ بھی تو نبی تھے انہوں نے آخر اتنی سخت سزا لوگوں کو کیونکر دی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: " لا تاخذکم بھما رافة فی دین الله " ۔ کہ میرے قانون کے نفاذ میں کسی قسم کی کوئی نرمی اور اور ترس مت کرو۔

سوال:...... رجم کے قائلین بندروں کے واقعہ سے دلیل پکڑتے ہیں۔ کیا ہم بندروں کے مقلد ہیں؟

الجواب:...... رجم کی سزا تو آپ ﷺ سے عملی اور قولی تواتر سے ثابت ہے بندروں کا واقعہ تو محض اسی ثابت شدہ حکم کی مزید تائید ہے اور فطرت کی طرف رہنمائی ہے، جانوروں کے ذریعہ بعض اوقات انسان کو سکھایا جاتا ہے جیسے کوے نے دوسرے کوے کو دفن کرکے قابیل کو دفن کا طریقہ کار سمجھایا اسی طرح بندروں کے ذریعہ اس سزا کی تعمیل اسی قبیل سے ہے۔

سوال:...... حضرت عبداللہ بن اوفی نے اس بات سے لاعلمی کا اظہار کیا کہ سورۃ نور رجم کے واقعہ سے پہلے نازل ہوئی یا بعد میں چنانچہ معلوم ہوا کہ جب رجم کے واقعات پیش آئے اس وقت تک سورے کا قرآنی حکم نازل نہیں ہوا تھا اور جب وہ نازل ہوگیا تو اس وقت سزائے رجم منسوخ ہوگئی اور بعد میں کسی کو یہ سزا نہیں دی گئی ۔

الجواب:...... ان کے نہ جاننے سے باقی صحابہ کے جاننے پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ باقی صحابہ جانتے تھے کہ سورۃ نور واقعات رجم سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ جیسا کہ سابقہ روایات ابوہریرہؓ، خالد بن ولیدؓ اور ابن عباسؓ سے بیان ہو چکی ہیں۔

سوال:...... " الزانی لا ینکح الا زانیة اومشرکة " ۔

کہ زناکار مرد اور عورت کا ہی آپس میں نکاح ہوسکتا ہے مومنین کے لئے ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ اگر سنگسار کردئے جائیں تو وہ زندہ ہی نہیں رہیں گے پھر نکاح کرنے کا کیا معنی رہ جاتا ہے۔؟

جواب:...... یہی آیت دلیل ہے کہ احکام غیر شادی شدہ کے بیان ہورہے ہیں اور سزا بھی انہی کیلئے۔ ورنہ شادی شدہ کیلئے تو زانی اور غیر زانی ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مطلق نکاح ممنوع ہے۔ ارشاد فرمایا:

" والمحصنت من النساء ----الخ " ۔ ۔ (الآیہ) ۔

ترجمہ:...... اور وہ عورتیں جو کہ شوہر والیاں ہیں۔۔۔الخ، ان سے بھی نکاح حرام ہے۔

سوال:...... بعض خوارج رجم کے منکر ہیں چنانچہ یہ دعوی درست نہیں ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے۔

الجواب:...... علما محققین اور متقین کا اختلاف اجماع پر اثر انداز ہوتا ہے فتنہ پرداز کا اختلاف اجماع کی صحت پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔ چنانچہ خوارج کے کل بائیس فرقے ہیں جیسا کہ علامہ شہرستانی نے الملل والنحل میں بیان کیا ہے لیکن ان میں بھی انکار کرنے والا صرف ایک فرقہ ہے جسے ''ازارقہ'' کہتے ہیں اور ان کے تعصب کا یہ حال ہے کہ یہ لوگ علیؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عائشہؓ اور ابن عباسؓ سب کو کافر کہتے ہیں اور جو ازارقہ کی طرف ہجرت کر کے نہ آئے اسے واجب القتل کہتے ہیں جیسا کہ: '' الملل والنحل ص ۱۸۶-۱۸۵ اور الفرق بين الفرق للبغدادی ص ۸۳ اور کامل للمبرد ص ۱۰۳۸ ج ۳ '' ۔ میں بیان کیا گیا ہے۔ حتی کہ حائض کیلئے وجوب نماز بلکہ تمام نمازوں کے منکر ہیں اور صبح کی نماز کی صرف ایک رکعت اور شام کی بھی صرف ایک رکعت کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک حج بھی ہر مہینے میں ہو سکتا ہے۔ (ابن حزم فی الفصل) ۔

سوال:...... محصن کیلئے رجم تعزیر ہے حد نہیں ہے۔

جواب:...... تعزیر میں قاضی یا امیر المومنین کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے سزا میں کمی بیشی کر دے یا تخفیف کر دے۔ لہذا جو لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ یہ حد نہیں بلکہ تعزیر ہے ان پر یہ لازم آتا ہے نبی ﷺ کی حیات طیبہ سے یا دور خلافت راشدہ سے کوئی ایک واقعہ صحیح سند سے ثابت کر دیں جس میں یہ بیان ہو کہ جہاں سزا رجم بنتی تھی آپ ﷺ نے تعزیر سمجھتے ہوئے اس میں تخفیف کر دی یا پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے خلفاء راشدین میں سے کسی نے ایسا کیا ہو۔ جیسا کہ عبادہ بن صامتؓ کی روایت میں ہے کہ: '' البكر بالبكر جلد مائة و تغريب عام '' ۔ اس میں تغریب عام کی سزا بطور تعزیر ہے اسی لئے اس کو خلفاء راشدین نے ترک کر دیا اور اسی طرح اس حدیث کے دوسرے حصہ میں ہے کہ: '' الثيب بالثيب جلد مائة و رجم '' ۔

اس میں سے بھی جلد مائۃ کو آپ ﷺ نے ترک فرمادیا اور آپ ﷺ کا ان کو ترک فرمانا اس بات کی واضح علامت ہے کہ یہ تعزیر ہے حد نہیں ہے۔ اس کے برعکس کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں کیا جا سکتا جس میں آپ ﷺ نے یا آپ ﷺ کے خلفاء میں سے کسی نے محصن زانی کی سزا میں تخفیف کرتے ہوئے رجم کو ترک کر دیا ہو اور اس کی جگہ سو دروں کی سزا دی ہو۔ چنانچہ یہ قول کہ رجم تعزیر ہے حد نہیں محض بہانہ جوئی ہے جو کہ تواتر اور اجماع کے خلاف ہے۔

سوال:...... یہ تعزیری سزا ہے جس کے مستحق صرف وہ لوگ ہیں جو بدقماش اور گندے قسم کے ہوں۔

جواب:...... نبی ﷺ کا مدنی دور تو خیر القرون میں سے سب سے پہلا قرن ہے جس میں صحبت نبوت اور فرامین شریعت کے ذریعے سے اسلام کی روح جدید پھونک دی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے جن واقعات میں رجم کی سزا کا فیصلہ سنایا ان کی تفصیلات یہ بتاتی ہیں

کہ یہ لوگ فساق اور بدقماش نہیں تھے بلکہ انتہائی پاک طینت لوگ تھے جن سے بتقاضائے بشریت غلطی ہوئی اور اس کی وجہ سے خود اپنے ضمیر کی ملامت کی وجہ سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گناہ کا اقرار کیا اور آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ انہیں اس گناہ کہ گندگی سے پاک کیا جائے جیسا کہ ماعز اسلمی کا بار بار یہ کہنا کہ "طهرني يا رسول الله ﷺ" اور آپ ﷺ کا ان کے بارے یہ فرمانا کہ:

" تاب توبة ـــ الحديث " چنانچہ معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ تکوین کا حصہ تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ قیامت تک کیلئے مومنین سے حرج دفع ہو جائے جیسا کہ قرآن پاک میں ایک دوسرے واقعے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

" كي لا يكون على المومنين حرج في ازواج ادعيائهم " ۔ یعنی اللہ تعالی نے اپنے حکم پر عمل ہی اس لئے کروایا تاکہ مومنین سے حرج دور ہو۔

فائدہ:...... آپ ﷺ کے سامنے یہود کے فیصلے کے حوالے سے دو کمزوریاں آئیں۔

۱)...... قصاص کے حوالے سے عدم مساوات اس لئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ: " ان النفس بالنفس والعين بالعين " ۔ (سورة مائده آيه ٤٥) ۔ اور اسی طرح ارشاد فرمایا کہ: " ان جاؤوک فاحکم بینهم اواعرض عنهم " ۔ (مائدہ آیت ۴۲) ۔

" قال الحصاص "انما نزلت في الدية بين بني قريظة و بين بني نضير " ۔

کہ یہ آیت بنی قریظہ اور بنی نضیر کے مابین دیت کے مسئلہ میں نازل ہوئی تھی۔ چونکہ قصاص حقوق العباد میں سے ہے اس لئے یہ اختیار دیا گیا کہ ان کے آپس کے معاملات کو انہی پر چھوڑ دیا جائے یا پھر وہی دوامی فیصلہ جو اس شریعت کا بھی ہے یعنی قصاص میں مساوات کر دیا جائے۔ لیکن حد زنا کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اس لئے اس میں آپ ﷺ کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ آپ ﷺ چاہیں تو فیصلہ نہ فرمائیں بلکہ یہاں آپ ﷺ کو یہی حکم دیا گیا کہ تمام شریعتوں کے مشترکہ قانون کو آپ ﷺ زندہ فرمائیں۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

" وان احكم بينهم بما انزل الله ولا تتبع اهوائهم " ۔ (مائده آيت ٤٩) ۔

چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے سزائے رجم کے نفاذ کے موقع پر ارشاد فرمایا:

" اللهم اني اول من احيا امرك اذ اماتوه " ۔

کہ اے اللہ ان لوگوں کے تیرے حکم کو پس پشت ڈال دینے کے بعد میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے اس کو پھر سے زندہ کیا ہے۔ (مسلم) ۔

" هذا ما ظهر لي تحت اشراف المحققين من جهابذة علماء الامة في فهم القرآن والسنة و بقي من خبايا في زوايا الكلام ،لعل الله يحدث بعد ذلك امرا " ۔

......☆☆☆☆☆......